www.emarsiya.com

مرثیہ ۱

جب لاشۂ قاسم کو علمدار نے دیکھا
قبضے کی طرف غیظ سے جرّار نے دیکھا
منہ بھائی کا رو کر شہِ ابرار نے دیکھا
کی عرض بڑا داغ نمک خوار نے دیکھا
تینوں سے عجب سروِ رواں کٹ گیا آقا
واللہ کہ دل زیست سے اب ہٹ گیا آقا

۲

بے چین کیا دل کو غمِ راحتِ جاں نے
کیا پیاس کی تکلیف سہی غنچہ دہاں نے
دنیا سے کیا کوچ عجب سروِ رواں نے
لوٹا یہ چمن فصلِ بہاری میں خزاں نے
ہم خلق سے پہلے نہ سفر کر گئے افسوس
جینے کے جو قابل تھے وہ یوں مر گئے افسوس

۳

پامال ہوا گھوڑوں سے تن وائے مصیبت
لوٹا گیا شادی کا چمن وائے مصیبت
بیوہ ہوئی اک شب کی دلھن وائے مصیبت
بے شمع ہوئی قبرِ حسنؑ وائے مصیبت
تازہ تمھیں پھر بھائی کا غم ہو گیا آقا
دو گھر ہوئے برباد ستم ہو گیا آقا

۴

کیا کیا یورشِ فوجِ ستم دیکھ رہے ہیں
کن تازہ نہالوں کو قلم دیکھ رہے ہیں
دل کو تہِ شمشیرِ دو دم دیکھ رہے ہیں
یہ ظلم ہے اور آنکھوں سے ہم دیکھ رہے ہیں
دنیا غمِ نوشاہ میں اندھیر ہوئی ہے
کیا جانے مرے مرنے میں کیوں دیر ہوئی ہے

۵

یاد آتی ہے بھائی کی وصیت مجھے ہر بار
قدموں سے دمِ مرگ جو لپٹا تھا یہ غم خوار
فرمایا تھا خادم سے برادر نے بہ تکرار
عباسِ دلاور مرے قاسمؑ سے خبردار
جو اس پہ بلا آئے وہ رد کیجیو بھائی
ہر دکھ میں بھتیجے کی مدد کیجیو بھائی

۶

تلوار چلی دل پہ، بھتیجے کے الم سے
ٹپکا کیا چہرہ پہ لہو دیدۂ نم سے
کچھ بس نہ چلا حکمِ شہنشاہِ امم سے
دیکھا کیے کیا خوب حفاظت ہوئی ہم سے
قاسم کے عوض تیغ و سناں کھا نہ سکے ہم
پامال بھتیجا ہوا اور جا نہ سکے ہم

۷

واللہ کہ قاسم کی بھی تقدیر تھی کیا خوب
ساماں وہی ہو گیا جو تھا انھیں مطلوب
سرسبز ہوا سیّدِ مسموم کا محجوب
اک ہم ہیں کہ بہنوں سے خجل بھائی سے محجوب
منھ زینبِ ناشاد کو دکھلا نہیں سکتے
بھاوج کے بھی پُرسے کے لیے جا نہیں سکتے

۸

سمجھے شہِ والا یہ کنایہ یہ اشارا
رو کر کہا کیا خواہشِ تقدیر سے چارا
ہم نے بھی تو صدمے سہے اور دم نہیں مارا
گودی کے پلے مر گئے گھر لٹ گیا سارا
یوں خلق میں تاراج نہ ہو باغ کسی کا
اب ہم کو دکھائے نہ خدا داغ کسی کا

۹

سچ ہے کہ بڑا صبر کیا تم نے مری جاں
بھائی میں ترے ضبط کے اور صبر کے قرباں
سر تن سے جو اُترے تو ہو مشکل مری آساں
اب آخری وقت اور یہ ہم پر کرو احساں
بھائی کی خوشی خلق میں سب کرتے ہیں بھائی
ہم تم سے رضا رن کی طلب کرتے ہیں بھائی

www.emarsiya.com

۱۰ بیتاب ہے دل پیار کریں ہم تمہیں آؤ
خوش ہو کے رضا دو ہمیں آنسو نہ بہاؤ
سوکھے ہوئے ہونٹوں کو نہ غصے سے چباؤ
فرزند کے صدمے سے برادر کو بچاؤ
داغِ غمِ فرزندِ جواں سہ نہ سکیں گے
اکبرؑ بھی کچھ اس امر میں پھر کہہ نہ سکیں گے

۱۱ تھرا گئے عباسِ علیؑ سن کے یہ تقریر
آقا کے تصدق سے ملی ہے مجھے توقیر
کی عرض کلیجے پہ مرے چل گئی شمشیر
کیا آپ یہ فرماتے ہیں یا حضرتِ شبیرؑ
بخشش تو کریموں ہی کا دستور ہے آقا
میں آپ کو کچھ دوں مرا مقدور ہے آقا

۱۲ سر دینے کو موجود ہوں اے کل کے مددگار
حضرت نے کہا واہ مرے مونس و غمخوار
جان دینے میں صرفہ ہے نہ حجت ہے نہ تکرار
تم دیتے ہو کچھ، ہم ہیں کسی شے کے طلبگار
آنکھیں نہ چراؤ کہ جگر بندِ علیؑ ہو
دو ہاں کی اجازت تو یہ جانیں کہ سخی ہو

۱۳ عباسؑ نے کی عرض کہ شرمندہ نہ کیجیے
مارے گئے خویش و رفقا بھائی بھتیجے
امداد کا ہے وقت خبر بھائی کی لیجے
میں پاؤں پہ گرتا ہوں اجازت مجھے دیجے
مشہور ہے جرار غلام آپ کا سب میں
عزت نہیں رہنے کی شجاعانِ عرب میں

۱۴ گر آج نہ صدقے ہوا یہ عبدِ وفادار
پھر پیارے دیکھیں گے مجھے حیدرِ کرار
فرمائیں گے کیا حق میں مرے احمدِ مختار
مخدومۂ کونین خوشی ہوں گی کہ بے زار
ان قدموں کو چھوڑا ہے کبھی یاد تو کیجے
بعد آپ کے ہم کیا کریں ارشاد تو کیجے

۱۵ شہ نے کہا چل جائے گا جب حلق پہ خنجر
کفنائیو زہراؑ کی ردا میں تنِ بے سر
مقتل سے اٹھا نا مرے لاشے کو برادر
رکھیو تمہیں ہاتھوں سے ہمیں قبر کے اندر
سمجھائیو ناموسِ شہنشاہِ زمن کو
پرسا مرا دینا مری ناشاد بہن کو

۱۶ عباسؑ نے کی عرض بجا ہوتا ہے ارشاد
حضرت کی تو گردن پہ چلے خنجرِ فولاد
قابل اسی خدمت کے ہے یہ بندۂ ناشاد
ہم بیٹھ کے خیمے میں سنیں رانڈوں کی فریاد
غارت کی خوشی لشکرِ بے پیر میں دیکھیں
عابدؑ کا گلا طوقِ گلوگیر میں دیکھیں

۱۷ یہ کہتے ہی عباسؑ پہ رقت ہوئی طاری
گھبرا کے کہا شاہ نے کیوں کرتے ہو زاری
اشک آنکھوں سے برسے صفتِ ابرِ بہاری
اچھا وہی ہووے گا جو مرضی ہو تمہاری
آزردہ نہ ہو منہ سے بس اب کچھ نہ کہیں گے
تم جس میں خوشی خیر ہمیں داغ سہیں گے

۱۸ یہ کہہ کے سوئے خیمہ چلے روتے ہوئے شاہ
فضہ نے کہا زینبِؑ دلگیر سے ناگاہ
عباسؑ بھی تھے قبلۂ کونین کے ہمراہ
میدان سے آتے ہیں ادھر سیدِ ذی جاہ
ہے ریش بھی تر اشکوں سے رخسار بھی نم ہے
رومال ہے آنکھوں پہ کمر ضعف سے خم ہے

www.emarsiya.com

۱۹
زینبؑ نے کہا خیر کرے خالقِ اکبر
فضہ نے کہا پیچھے ہیں عباسؑ دلاور
ہے اور کوئی ساتھ کہ تنہا ہیں برادر
فرمایا ہیں سبھی سببِ گریۂ سرور
روتا نہیں بے وجہ جگر بند نبیؐ کا
سامان یہ ہے رخصتِ عباسؑ علیؑ کا

۲۰
یہ سن کے اڑا رنگِ رخِ آلِ پیمبرؑ
یوں کہنے لگی زوجۂ عباسؑ دلاور
بانوؑ علی اکبرؑ کے لیے ہو گئی مضطر
کیوں خیر تو ہے کیا ہوا اے شاہ کی خواہر
بولیں کہ یوں ہیں حال مرا غیر ہے بی بی
کھل جائے گا جو ہوئے گا ہاں خیر ہے بی بی

۲۱
یہ کہہ کے چلی جانبِ در شاہ کی ہمشیر
دیکھی جو نہ تھی دیر سے وہ چاند سی تصویر
داخل ہوئے ڈیوڑھی میں اِدھر حضرتِ شبیرؑ
کس شوق سے آئی وہ قریبِ شہِ دلگیر
اک ہاتھ سے لیں سبطِ پیمبرؑ کی بلائیں
اک ہاتھ سے عباسِؑ دلاور کی بلائیں

۲۲
خوش ہو کے دعا کرتی تھی وہ شاہ کی شیدا
فرمانے لگے رو کے شہِ یثرب و بطحا
جوڑی یہ سلامت رہے اے خالقِ یکتا
بس آج تلک ساتھ تھا اب ہوتے ہیں تنہا
یہ روتے ہیں جوں جوں انھیں سمجھاتے ہیں بہنا
بھائی تو ہمیں چھوڑ کے چلے جاتے ہیں بہنا

۲۳
بچوں کا نہ صدمہ ہے نہ رونے کا مرے غم
سمجھاؤ تمہیں کچھ انھیں اے ثانیِ مریم
مل جائے رضا اُن کی تقاضا یہ ہے ہر دم
مر جائے گا عباسؑ تو جینے کے نہیں ہم
یہ غیظ ہیں رکتے نہیں روکے سے کسی کے
کہتے ہیں چلا جاؤں گا روضے پہ علیؑ کے

۲۴
یہ سنتے ہی گھبرا گئی وہ شاہ کی شیدا
ہے درپئے آزار و جفا لشکرِ اعدا
بولی کہ نہ بھائی یہ کبھی اُن سے نہ ہو گا
اس وقت میں عباسؑ تمھیں چھوڑیں گے تنہا
حجت انھیں کچھ جانے نہ جانے میں نہیں ہے
ایسا تو وفادار زمانے میں نہیں ہے

۲۵
دے سب کو خدا خلق میں اس طرح کا بھائی
غصہ ہے انھیں یہ کہ اجازت نہیں پائی
جرار و وفادار و مددگار و فدائی
کیا سہل ہے آغوش کے پالے کی جدائی
تھوڑے ہیں الم اور یہ غم کھانے نہ دوں گی
رخصت بھی جو دیں آپ تو میں جانے نہ دوں گی

۲۶
ساتھ ان کے اگر آج نہیں اور یہ غمخوار
ہر وقت یہ ہیں آپ کی راحت کے طلبگار
پالا ہے انھیں گود میں کیا میں نہیں مختار
میں ان سے نہ بگڑوں جو کریں جانے میں تکرار
جو ہوتا ہے ارشاد بجا لاتے ہیں عباسؑ
کیوں آپ ہیں بیتاب کہاں جاتے ہیں عباسؑ

۲۷
حضرت نے اشارہ کیا تم بھائی کو سمجھاؤ
لے جا کے الگ بولیں کہ بھائی کو نہ رلواؤ
زینبؑ نے کہا آؤ میں قربان گئی آؤ
تم کو سرِ زینبؑ کی قسم ہے جو کہیں جاؤ
تم پاس نہ ہو گے تو کدھر جائیں گے شبیرؑ
ہتھیار تو کھولو نہیں مر جائیں گے شبیرؑ

www.emarsiya.com

۲۸
عباسؑ نے رو کر کہا اے ثانیِ زہراؑ
سر دینے کو میداں میں چلے تھے شہِ والا
مرجانے میں عزت ہے نہ جاؤں تو کروں کیا
رکتے نہ جو میں پاؤں پہ آقا کے نہ گرتا
مرجانے سے میرے کوئی برباد نہ ہوگا
شبیرؑ نہ ہوں گے تو گھر آباد نہ ہوگا

۲۹
خادم سے اگر آپ کے ارشاد کو مانا
نے دین میں توقیر نہ دنیا میں ٹھکانا
فرمائیے پھر کیا کہے گا مجھ کو زمانا
جانا مرا بہتر ہے کہ شبیرؑ کا جانا
جراروں کے سر جسم پہ محسن کے پلے ہیں
اچھا جنھیں پالا ہے وہ کس دن کے لیے ہیں

۳۰
آگے مرے گر قتل ہوئے حضرتِ شبیرؑ
حضرت کا تو کیا فکر ہے اے خواہرِ دلگیر
صورت مری پھر آپ کبھی دیکھیں گی ہمشیر
مرجاؤں میں اکبرؑ پہ جو تولے کوئی شمشیر
اس گھر کی غلامی مجھے منظورِ نظر ہے
وہ بھی مرا آقا ہے کہ آقا کا پسر ہے

۳۱
روکو نہ مجھے سیدِ ابرار کا صدقہ
کچھ سعی کرو حیدرِ کرار کا صدقہ
سر دینے دو کونین کے سردار کا صدقہ
دلوادو رضا احمدِ مختار کا صدقہ
میداں میں بڑی بے ادبی کرتے ہیں اعدا
اکبرؑ سے مبارز طلبی کرتے ہیں اعدا

۳۲
یہ کچھ سوچ کے زینبؑ نے کہا ہائے مقدر
یاں اِن کا یہ اصرار ہے واں روتے ہیں سرور
دلوادوں میں بھائی سے رضا بھائی کو کیوں کر
جینے کے نہیں جیتے رہے راضی بھی ہوئے گر
سمجھانے کو بھیجا ہے مجھے شاہِ زمنؑ نے
فرمائیں گے کھویا مرے بھائی کو بہن نے

۳۳
یہ کر کے گئی شہ کے قریں زینبِؑ بے پر
حضرت نے اشارہ کیا کیوں کیا ہوا خواہر
عباسؑ بھی ہمراہ تھے نہوڑائے ہوئے سر
کی عرض نہیں مانتے عباسِ دلاور
منظور ہے صدقے ہوں شہنشاہِ امم پر
سمجھاتی ہوں جب میں تو یہ گرتے ہیں قدم پر

۳۴
روتے ہیں کہ ہمچشموں میں اب ہوتا ہوں محجوب
خیر اب وہی کیجے کہ جو کچھ اُن کو ہے مطلوب
معلوم ہوا یہ نہ رکیں گے کسی اسلوب
حضرت نے کہا رو کے بہت خوب بہت خوب
تنہائی کا کچھ غم نہیں راضی بہ رضا ہیں
بندے کے تو سب امر محوّل بہ خدا ہیں

۳۵
فرما کے یہ ارشاد کیا آؤ برادر
زخمِ تبر و تیر و سناں کھاؤ برادر
شبیرؑ کی چھاتی سے لپٹ جاؤ برادر
لو داغِ جوانی ہمیں دکھلاؤ برادر
مشتاق ہو جس کے تمھیں وہ باغ مبارک
شبیرؑ کے سینے کے لیے داغ مبارک

۳۶
عباسؑ گرے پاؤں پہ گردن کو جھکا کر
بانوؑ نے کہا عشق سے سکینہؑ کو جگا کر
رونے لگے شہ بھائی کو چھاتی سے لگا کر
صدقے گئی دیکھ آؤ چچا جان کو جا کر
اس طرح جو شاہِ شہدا روتے ہیں بی بی
سرور سے علمدار جدا ہوتے ہیں بی بی

www.emarsiya.com

۳۷
یہ سنتے ہی گھبرا کے چلی جلد وہ بے آس
زینبؑ نے کہا آئی ہے تو عاشقِ عباسؑ
اودے ہوئے جاتے تھے لبِ لعل یہ تھی پیاس
عباسؑ نے گودی میں لیا آ کے بصد یاس
بہتے تھے جو آنسو خلفِ شیرِ خدا کے
سوکھے ہوئے لب ملنے لگی منہ سے چچا کے

۳۸
عباسؑ نے رو کر کہا کیا چاہیئے جانی
عباسؑ نے فرمایا بصد اشک فشانی
شرما کے سکینہؑ نے یہ کی عرض کہ پانی
اللہ بجھائے گا تری تشنہ دہانی
لو گود سے اترو تو ہم اب جائیں سکینہؑ
لے آؤ کوئی مشک تو بھر لائیں سکینہؑ

۳۹
یہ سنتے ہی اس پیاسی میں اک جان سی آئی
یوں کہنے لگی رو کے وہ شبیرؑ کی جائی
فضہ گئی اور دوڑ کے مشکیزے کو لائی
میں رن میں چلی آؤں گی گر دیر لگائی
جلد آؤں گا دریا سے یہ فرما کے سدھارو
جاتے ہو تو آنے کی قسم کھا کے سدھارو

۴۰
عباسؑ نے کی عرض کہ دریا نہیں کچھ دور
اور آگے مری جان جو اللہ کو منظور
مشکیزہ بھرا اور ہوئے خرم و مسرور
مانع ہوئی آنے میں اگر موت تو مجبور
تقدیر سے کیا زور ہے سقائے حرم کا
وعدہ کریں کیونکر کہ بھروسا نہیں دم کا

۴۱
بابا سے یہ کہنے لگی وہ حور شمائل
ہر چند کہ بے آب مری زیست ہے مشکل
کیوں مشک انھیں دوں کہ نہ دوں اے شہِ عادل
صدقے گئی سینے میں دھڑکتا ہے مرا دل
حضرتؑ نے سنیں حضرت عباسؑ کی باتیں
ماتم کی خبر دیتی ہیں یہ پیاس کی باتیں

۴۲
بیٹی کی طرف دیکھ کے بولے شہِ ذی جاہ
پانی کی تو ہوتی ہے بہشتی کو بڑی چاہ
تم پیاسی ہو کس طرح تمہیں منع کروں آہ
دو مشک انھیں خیر جو کچھ مرضیِ اللہ
کام ان کا تو ہے کوشش و تدبیر سکینہؑ
آگے تری قسمت تری تقدیر سکینہؑ

۴۳
یہ سن کے سکینہؑ نے جو دی مشک بصد غم
سنبھلا جو نہ دل بیٹھ گئے قبلۂ عالم
آہستہ کہا شہ نے بہن سے کہ موے ہم
عباسؑ چلے گھر سے بپا ہو گیا ماتم
یوں خیمے کے پردے سے وہ صفدر نکل آیا
گویا کہ قمر برج سے باہر نکل آیا

۴۴
مجرے کو بہادر کے جلال و حشم آئے
ہاتھوں پہ فدا ہونے کو فیض و کرم آئے
قدسی بھی زیارت کو قدم با قدم آئے
غیظ و غضب و قہر و تہور بہم آئے
چوما ظفر و فتح نے دامانِ علم کو
اقبال نے ہاتھوں کو، شجاعت نے قدم کو

۴۵
جرأت کو یہ تھا فخر کہ ہمراہ ہوں میں بھی
صولت یہ پکاری کہ فلک جاہ ہوں میں بھی
ہمت کا سخن تھا کہ ہوا خواہ ہوں میں بھی
شوکت نے کہا خادمِ درگاہ ہوں میں بھی
کہتا تھا حشم وجد ہو یہ حال ہے میرا
عزت نے کہا اوج پہ اقبال ہے میرا

www.emarsiya.com

۴۶
استادہ ہوا در پہ جو وہ رکنِ معظم
تھا متصلِ برجِ شرف نیّرِ اعظم
دونی درِ دولت کی بزرگی ہوئی اس دم
عالم میں نظر آنے لگا نور کا عالم
گردوں پہ مہ و مہر بھی چکر میں پڑے تھے
گویا کہ علیؑ عرش کے پہلو میں کھڑے تھے

۴۷
اسواریِ غمخوارِ امامِ زمن آئی
جب گرد اٹھی بوئے گلِ یاسمن آئی
یا بادِ صبا ناز سے سوئے چمن آئی
گھوڑا تھا کہ پہنے ہوئے زیور دلھن آئی
آمد درِ دولت پہ ہوئی کبکِ دری کی
مرغانِ چمن بھول گئے چال پری کی

۴۸
گھوڑے پہ چڑھے حضرتِ عباسِؑ فلک جاہ
جاسوس نے دی جاکے خبر فوج کو ناگاہ
روحِ اسدُ اللہ چلی شیر کے ہمراہ
آتا ہے بڑا شیر دلاور سوئے جنگاہ
اس رخ کا جواں غرب سے تا شرق نہیں ہے
حیدر میں اور اس میں سرِ مُو فرق نہیں ہے

۴۹
داؤدی زرہ ہے اسی انداز سے بر میں
غصہ وہی چتوں وہی ہے رعب نظر میں
ہتھیار اسی شان سے باندھے ہیں کمر میں
برپا تھی قیامت شہِ ذی جاہ کے گھر میں
جس دم یہ چڑھا گھوڑے پہ غش کر گئے شبیرؑ
ہم کو تو یقیں ہو گیا تھا مر گئے شبیرؑ

۵۰
جاسوس یہ کہتا تھا کہ صفدر نظر آیا
پھیرا ہوا مقتل میں غضنفر نظر آیا
جرّار، وفادار، دلاور نظر آیا
سب فوج کو نورِ رخِ حیدر نظر آیا
گردوں پہ ہوا غل کہ یہ قدرت ہے خدا کی
دی خاک کے ذروں نے صدا صلِّ علیٰ کی

۵۱
غازی کی وہ شوکت وہ شکوہِ علمِ نور
پرچم تھا کہ بکھرے ہوئے تھے موئے سرِ حور
کہتی تھی یہ گیتی کہ انا الطّور انا الطّور
ہم پنجہ ہو پنجے سے، یہ کیا مہر کا مقدور
دکھلاتا تھا سرسبزیِ افلاک پھریرا
تھا دامنِ مریمؑ کی طرح پاک پھریرا

۵۲
زرریز تھا پنجہ تو یہ کہتے تھے خردمند
تھی اس کی ضیا آئینۂ مہر سے دہ چند
یہ ہاتھ سخی کا ہے نہ ہووے گا کبھی بند
کرتا تھا ستاروں کو فلک فخر سے اسپند
سب فوجِ ملائک کی نظر اس پہ گڑی تھی
اوڑھے ہوئے اک سبز ردا حور کھڑی تھی

۵۳
اللہ رے اوجِ علمِ لشکرِ شاہی
پنجہ جو ہلا پھیل گیا نورِ الٰہی
تھا زیرِ نگیں ماہ سے تا مسکنِ ماہی
دامن جو کھلا رنگِ زمیں ہو گیا کاہی
سبزیِ چمن سرخیِ رنگِ شہِ دیں تھی
سونے کا فلک تھا تو زمرد کی زمیں تھی

۵۴
غل تھا کہ جہاں میں علم ایسا نہیں دیکھا
اقبال و جلال و حشم ایسا نہیں دیکھا
زرریز ہے پنجہ کرم ایسا نہیں دیکھا
سرداروں میں ثابت قدم ایسا نہیں دیکھا
طوبیٰ ہو تو ایسا مہِ کامل ہو تو ایسا
ایسے علمِ نور کا حامل ہو تو ایسا

www.emarsiya.com

۵۵
ناگاہ بڑھے حضرتِ عباسِؑ فلک جاہ
اشعارِ رجز تھے کہ چلی سیفِ یداللہ
ذروں میں چلا مہر، ستاروں میں چلا ماہ
ہٹنے لگے ڈر ڈر کے صفِ جنگ سے روباہ
دم بند تھے دہشت سے فصیحانِ جہاں کے
کہتی تھی فصاحت کہ نثار ایسی زباں کے

۵۶
نعرہ تھا کہ میں شیرِ نیستانِ علیؑ ہوں
پروانۂ شمعِ حرمِ لم یزلی ہوں
جرار ہوں صفدر ہوں شجاعِ ازلی ہوں
میں جوشنِ بازوئے ولی ابنِ ولی ہوں
گھر ہے وہ، مَلک برجِ شرف کہتے ہیں جس کو
بیشہ ہے وہ اپنا کہ نجف کہتے ہیں جس کو

۵۷
پڑھ کر یہ رجز میاں سے لی تیغ جری نے
رہوار پہ اسپند کیا کبکِ دری نے
جلوہ کیا پردے سے نکلتے ہی پری نے
بوسہ دیا قدموں پہ نسیمِ سحری نے
اڑ کر گیا اور بھر کے طرارہ نکل آیا
تلواروں کے جنگل سے چکارہ نکل آیا

۵۸
گھوڑے کو ادھر سے جو پلٹ کر ادھر آئے
گویا کہ علیؑ لشکرِ ہیجا میں در آئے
یوں آئے کہ روباہوں پہ جوں شیرِ نر آئے
سر خاک پہ گرتے ہوئے پیہم نظر آئے
تلوار کی بجلی جو گری کوند کے رن میں
آخر صفِ اول ہوئی اک چشم زدن میں

۵۹
اس صف سے جھپٹ کر صفِ ثانی پہ جب آئے
غل پڑ گیا بھاگو کہ امیرِ عرب آئے
معلوم ہوا شیر کے پنجہ میں سب آئے
کیا ہو سکے جب فرق پہ برقِ غضب آئے
جھونکا جو چلا صرصرِ شمشیر کا سن سے
ڈھالیں تو اٹھی رہ گئیں، سر اڑ گئے تن سے

۶۰
میداں سے کیا ڈر کے سلامت نے کنارا
خود امن نے گھبرا کے اماں مانگو پکارا
راحت نے کہا غیرِ فرار اب نہیں چارا
لشکر سے چلو اب نہیں یاں کام ہمارا
پھر وقت نکل جائے گا اصلا نہ ملے گا
لاشوں کے ہوئے ڈھیر تو رستہ نہ ملے گا

۶۱
شمشیرِ علمدار کی تیزی کا بیاں ہے
ڈھالوں کو سمجھتی تھی وہ بجلی کہ دھواں ہے
بنتیں ہیں دو پارہ کہ قلم سیفِ زباں ہے
چار آئینہ کیا، یہ سرِ نوک وہ کتاں ہے
کیا قبضے سے اس برقِ جہاں سیر کے نکلے
فولاد کا دریا ہو تو وہ پیر کے نکلے

۶۲
بجلی کی طرح ڈوب کے جوشن سے نکل جائے
سوار کا کیا ذکر ہے توسن سے نکل جائے
چار آئینہ کیا قلعۂ آہن سے نکل جائے
سنسان ہو وہ راہ جدھر سن سے نکل جائے
جب تک نہ کسا، کبھی جھکتے نہیں دیکھا
ہاں سیل رکی پر اسے رکتے نہیں دیکھا

۶۳
خاک اڑ گئی اس صف کی جدھر سن سے چلی وہ
سوار کا گرنا تھا کہ توسن سے چلی وہ
خود و سر و رد کاٹ کے جوشن سے چلی وہ
دو کر کے زرہ سینۂ دشمن سے چلی وہ
تھی ریت میں جب توسنِ چالاک سے نکلی
کھینچا تو چمکتی ہوئی پھر خاک سے نکلی

www.emarsiya.com

۶۴
آفت تھی قیامت تھی چھلاوہ تھی بلا تھی
روکے کوئی کیا باڑھ نہ تھی سیلِ فنا تھی
بجلی تھی کٹاری تھی قزولی تھی قضا تھی
پشہ تھا وہ ظالم کہ لہو جس کی غذا تھی
بجلی کو بھی تڑپا دیا تھا جلوہ گری نے
تاب اس کی نہ تھی مانگ نکالی تھی پری نے

۶۵
کٹ جاتے تھے منہ دیکھ کے سب تیغ زن اس کا
تاریک زمیں اور وہ تاباں بدن اس کا
قامت میں کجی چال میں وہ بانکپن اس کا
چلتی تھی سروں پر یہ نیا تھا چلن اس کا
ہے صاحبِ جوہر کا محل چرخِ بریں پر
رکھا ہے مہِ نو نے کبھی پاؤں زمیں پر

۶۶
غل تھا یہ کسی تیغ میں چم خم نہیں دیکھا
لشکر کا لہو پی گئی یہ دم نہیں دیکھا
بجلی کی تڑپ کا بھی یہ عالم نہیں دیکھا
ایسا کسی ناگن میں کبھی سم نہیں دیکھا
پھر گیا ہے جو اللہ کا یہ قہر نہیں ہے
اس تیغ کے کاٹے میں کہیں لہر نہیں ہے

۶۷
دشمن کو ہوا لگ گئی اس کی جو قضا را
گھاٹ اس کا نہ تھا بحرِ فنا کا تھا کنارا
سمجھا وہ کہ شہپر ملک الموت نے مارا
بے تن سے سر اترے ہوئے مشکل تھا اتارا
دریا بھی تلاطم میں رہا کاٹ سے اس کے
ابھری نہ کوئی کشتیٔ تن گھاٹ سے اس کے

۶۸
وہ برق ہے جو خرمنِ ہستی کو جلا دے
وہ شعلہ ہے جو تیغ دو دستی کو جلا دے
وہ آگ ہے جو شام کی بستی کو جلا دے
چمکے جو بلندی پہ تو پستی کو جلا دے
ہے دور سے برچھی تو برابر سے چھری ہے
سچ کہتے ہیں تلوار کی بھی آنچ بری ہے

۶۹
اک آفتِ نو لشکرِ سفاک پہ آئی
گہہ فرق پہ چمکی کبھی فتراک پہ آئی
جس صف پہ گری تیغ وہ صف خاک پہ آئی
دو ہو گیا جس ظالمِ ناپاک پہ آئی
ہر صف کا یہ احوال تھا اس تیغِ دو دم سے
جس طرح کوئی کاٹ دے سطروں کو قلم سے

۷۰
سالم صفِ ہیجا میں کسی صف کو نہ چھوڑا
جوشن کو کمر بند کو بکتر کو نہ چھوڑا
سر کیا ہے کہ بے دو کیے پیکر کو نہ چھوڑا
چار آئینہ کو ڈھال کو مغفر کو نہ چھوڑا
لوہے کے چبانے کی صدا بھا گئی اس کو
جس چیز پہ منہ ڈال دیا کھا گئی اس کو

۷۱
لڑتا ہوا پہونچا لبِ دریا جو وہ جرار
کہنی سے ٹپکتا تھا لہو خاک پہ ہر بار
تھا دستِ مبارک میں علم، ہاتھ میں تلوار
چھیڑا جو ذرا اڑ کے گیا نہر میں رہوار
دل کھل گیا آئی جو ہوا سرد تری کی
تر ہو گئی چھینٹوں سے زرہ جسمِ جری کی

۷۲
گو پیاس سے تڑپا دلِ عباسِ خوش اطوار
اس وقت میں رہوار بھی ہوتے تھے وفادار
بھولے نہ مگر تشنگی سیدِ ابرار
پانی سے اٹھائے رہا منہ اپنا وہ رہوار
سمجھا کہ خجل ہوں گا بہت پیاس بجھا کے
ہمت اسے کہتے ہیں یہ معنی ہیں وفا کے

www.emarsiya.com

۷۳
ڈھیلی کی نہ لگام اس کی کئی بار یہ کہہ کر
کی عرض کہ اے سخت دلِ ساقیِ کوثر
تو پی لے کہ پھر پانی نہ ہوئے گا میسر
دو روز سے ہے تشنہ جگر آلِ پیمبر
پانی پیے کس طرح علمدار کا گھوڑا
پیاسا ہے ابھی سیّدِ ابرار کا گھوڑا

۷۴
یہ سن کے علمدار کی آنکھیں ہوئیں پُرنم
منہ باندھ کے تسمے سے رکھا دوش پہ جس دم
پُرآب کیا مشک سکینہؑ کو بصد غم
کی عرض مدد کیجیو اے حافظِ عالم
تو مشک کا حافظ ہے نگہباں ہے علم کا
یارب میں بہشتی ہوں پیمبرؐ کے حرم کا

۷۵
کیا قہر کا دریا تھا جسے جھیل کے آیا
ہرچند کہ دو روز سے پانی نہیں پایا
لاکھوں سے لڑا اور کوئی زخم نہ کھایا
پر نہر کے پانی کو میں لب تک نہیں لایا
صابر ہوں کہ آغوش میں صابر کے پلا ہوں
جس حال سے آیا تھا اسی طرح چلا ہوں

۷۶
یہ کہہ کے چلے نہر سے عباسِؑ فلک جاہ
پھر آگئے دریا پہ صفیں باندھ کے روباہ
جاری تھا زباں پر کہ توکلتُ علی اللہ
غل تھا کہ بہادر کو نکلنے کی نہ دو راہ
رستہ نہ ملے گا تو کدھر جائیں گے عباسؑ
خود ڈوب کے اس نہر میں مر جائیں گے عباسؑ

۷۷
ساحل پہ ہوئی قتلِ علمدار کی تدبیر
تھے گھاٹ کو روکے ہوئے تلواروں سے بے پیر
ترکش کے دہن کھل گئے چلّوں سے چلے تیر
عباسؑ بڑھے آتے تھے تولے ہوئے شمشیر
یہ حال تھا ضیغم دمِ جنگ آتا ہے جیسے
یوں آتا تھا ساحل پہ نہنگ آتا ہے جیسے

۷۸
لڑتا ہوا اعدا سے وہ صفدر نکل آیا
سقائے حرم نہر سے باہر نکل آیا
بادل کو ہٹا کر مہِ انور نکل آیا
دریائے شجاعت کا شناور نکل آیا
ڈر سے کسی روباہ نے ضیغم کو نہ روکا
تلوار اٹھا کر کہا کیوں ہم کو نہ روکا

۷۹
یوں جاتے ہیں اور نہر سے یوں آتے ہیں غازی
زخمِ تبر و تیر و سناں کھاتے ہیں غازی
لاکھوں ہوں تو ہوں دھیان میں کب لاتے ہیں غازی
جب بات پہ آتے ہیں تو مر جاتے ہیں غازی
رکتے نہیں یوں حکمِ خدا روکے تو روکے
کیا روکوگے تم ہاں جو قضا روکے تو روکے

۸۰
یہ کہہ کے ترائی سے بڑھا شیرِ دلاور
غل تھا کہ نہیں رکنے کا یہ عاشقِ داور
پستی سے نمایاں ہوا گویا شہِ خاور
تو جاتا ہے دریائے شجاعت کا شناور
سب ٹوٹ پڑو ورنہ بڑا پیچ پڑے گا
پیاسے ہوئے سیراب تو پھر کون لڑے گا

۸۱
دو لاکھ کے حلقے نے علمدار کو گھیرا
جو بھاگے تھے ان لوگوں نے بھی باگوں کو پھیرا
وہ چاند تو تھا بیچ میں اور گرد اندھیرا
یہ کہتے تھے اللہ مددگار ہے میرا
تلوار سے تیروں کو قلم کرتے تھے عباسؑ
پڑھ پڑھ کے دعا مشک پہ دم کرتے تھے عباسؑ

www.emarsiya.com

۸۲
لکھا ہے کہ اک تھا بنِ ورقہ ستم آرا
یہ تیغ اس کی لگی دوشِ مبارک پہ قضارا
بے دست ہوا حیدرِ کرار کا پیارا
احمد کا نشاں خون میں تر ہو گیا سارا
دیکھو تو ذرا جراتِ سقائے حرم کو
تا دیر کٹے ہاتھ سے چھوڑا نہ علم کو

۸۳
جس وقت گرا خاک پہ جھک کر علمِ شاہ
کس یاس سے عباسِ علمدار نے کی آہ
اس دوش پہ بھی تیغ چلی پشت سے ناگاہ
دونوں نہ رہے دستِ جگر بندِ یدُ اللہ
تیروں کی تو بوچھار ہوئی چھن گئے عباسؑ
بازو جو کٹے سرو رواں بن گئے عباسؑ

۸۴
یاں کی تو یہ صورت تھی سنو حال اُدھر کا
سب گھر تہ و بالا ہے شہِ جن و بشر کا
عریاں ہے سر فاطمہؑ زہراؑ کے پسر کا
فرماتے ہیں لو ٹوٹ گیا بند کمر کا
ہیہات کٹے ہاتھ شجاعِ ازلی کے
کانوں میں صدا آتی ہے رونے کی علیؑ کے

۸۵
مجمع حرمِ شاہ کا ہے خیمے کے در پر
میدانیاں سب پیٹتی ہیں کھولے ہوئے سر
تھرا رہی ہے زوجۂ عباسِؑ دلاور
فرزند تو ہے گود میں سر پر نہیں چادر
مائیں جو تڑپتی ہیں تو جی کھوتے ہیں بچے
منہ دیکھتے ہیں رانڈوں کا اور روتے ہیں بچے

۸۶
غش ہے کوئی سامانِ عزا کرتی ہے کوئی
ششدر کوئی بی بی ہے بکا کرتی ہے کوئی
تسبیح لیے ذکرِ خدا کرتی ہے کوئی
ہاتھوں کو اٹھا کر یہ دعا کرتی ہے کوئی
دکھ ہو نہ کچھ بازوئے شاہِ شہدا کو
یارب تو بچا لیجو سکینہؑ کے چچا کو

۸۷
زینبؑ کا یہ نقشہ ہے کہ چادر نہیں سر پر
گہ خیمے میں آتی ہیں کبھی جاتی ہیں در پر
چھائی ہے اداسی شہِ مظلوم کے گھر پر
چلتی ہے چھری پیاس کی بچوں کے جگر پر
صدمہ یہ ہے کچھ کہہ نہیں سکتی ہے سکینہؑ
اک اک کا منہ یاس سے تکتی ہے سکینہؑ

۸۸
کہتی ہے کبھی ننھے سے ہاتھوں کو وہ مل کر
کیوں مشک چچا جان کو دی وائے مقدر
اب منہ نہیں دکھلائے گی بابا کو یہ دختر
میرے لیے مجروح ہوا اُن کا برادر
پھر گھر میں نہ اس چاند سی تصویر کو دیکھا
کیوں پھپھیوں تم نے مری تقدیر کو دیکھا

۸۹
میں کس سے کہوں کون ہے جو نہر پہ جائے
لِلّٰہ چچا کو کوئی میدان سے لائے
کس کام کا پانی ہے جو وہ پھر کے نہ آئے
جان آئے بدن میں جو سکینہؑ انھیں پائے
کہہ دے کوئی دنیا سے سفر کر گئی وہ تو
اب پانی پہ کیوں ٹوٹتے ہو تم مر گئی وہ تو

۹۰
یہ ذکر تھا جو شور اٹھا فوج سے اک بار
لو خاک پہ گھوڑے سے گرا شہ کا علمدار
اب پائیں گے شبیرؑ کہاں ایسا مددگار
مارا اسے کیا قتل ہوئے حیدرِ کرار
کم ہو گیا زور آج امامِ ازلی کا
کٹتا ہے گلا حضرتِ عباسؑ علیؑ کا

www.emarsiya.com

۹۱
اس شور کے ساتھ آئی صدا طبلِ ظفر کی
اٹھے شہِ دیں دیکھ کے صورت کو پسر کی
فضہ نے ادھر دوڑ کے زینب کو خبر کی
پر سوجھتی تھی راہ اِدھر کی نہ اُدھر کی
سیدانیاں کرنے لگیں فریاد خدا سے
ہلتا تھا کلس خیمے کا ہے ہے کی صدا سے

۹۲
میداں میں عجب حال سے پہونچے شہِ ذی جاہ
فاقہ تو کئی روز کا اور صدمۂ جانکاہ
اشک آنکھوں میں اور ہاتھ میں شمشیر ید اللہ
نے پاؤں میں طاقت تھی نہ کچھ سوجھتی تھی راہ
خود صبر کے ہاتھوں سے کمر تھامے ہوئے ہیں
ہم شکل ہی دستِ پدر تھامے ہوئے ہیں

۹۳
گھبرا کے یہ کہتے تھے پسر سے شہِ ابرار
اللہ بہت دور گرے یاں سے علمدار
دریا کی ترائی ہے کدھر اے مرے غمخوار
غل کیسا ہے کیا لاش کو گھیرے ہیں ستمگار
تلوار علم کرنے دو اب پاس کہاں کا
سر کاٹ نہ لے کوئی مرے شیرِ جواں کا

۹۴
اکبر نے کہا رو کے یہی تو ہے ترائی
عباس نے آواز حزیں اپنی سنائی
شبیر پکارے مرے بھائی مرے بھائی
گھبراؤ نہ مولا ابھی زندہ ہے فدائی
بازو ہیں جدا بہرِ سلام اٹھ نہیں سکتا
تن چور ہے ایسا کہ غلام اٹھ نہیں سکتا

۹۵
شبیر پکارے ترے قربان برادر
سانونت برادر مرے ذی شان برادر
طاقت مری پیری کی، مری جان برادر
دنیا میں کوئی دم کے ہو مہمان برادر
کیا بھر گیا طفلی کا وہ اقرار تمہارا
چھوڑا ہمیں بس دیکھ لیا پیار تمہارا

۹۶
پانی کے لیے واہ کمر بھائی کی توڑی
جنت کی طرف یاں سے لگام آپ نے موڑی
پیاسوں کا دیا ساتھ رفاقت مری چھوڑی
اٹھنا ترا دنیا سے مصیبت نہیں تھوڑی
پہلو سے برادر کے نہ ہٹتے تو مزہ تھا
گردونوں گلے ساتھ ہی کٹتے تو مزہ تھا

۹۷
یہ کہتے تھے جو لاشۂ پرخوں نظر آیا
شانوں سے رواں خون کا جیحوں نظر آیا
تلواروں سے ٹکڑے قدِ موزوں نظر آیا
رنگِ گلِ رخسار دگرگوں نظر آیا
دم توڑتے تھے شیر سے لپٹے ہوئے رن میں
تیروں سے چھدی مشک کا تسمہ تھا دہن میں

۹۸
شاہِ شہدا لاشِ علمدار سے لپٹے
غمخوار سے عاشق سے مددگار سے لپٹے
کس شوق سے کس یاس سے کس پیار سے لپٹے
زخمی سے مسافر سے وفادار سے لپٹے
یہ جوش تھا رقت کا شہِ جن و بشر کو
جس طرح کہ روتا ہے کوئی باپ پسر کو

۹۹
چلاتے تھے اے بھائی کی پیری کے سہارے
اے باپ کے محبوب پسر بھائی کے پیارے
اے شیرِ جواں یارِ وفادار ہمارے
اب خلق سے جینے کے مزے اٹھ گئے سارے
تھا میری ضعیفی کا عصا ہاتھ تمہارا
آج اٹھ گئی راحت کہ چھٹا ساتھ تمہارا

۱۰۰ جس بھائی کا بھائی نہ ہو مردہ ہے وہ بھائی
معلوم ہوئی اب ہمیں بابا کی جدائی
تھی یاد حسنؑ کی تری الفت نے بھلائی
گویا کہ ہوئی آج مرے گھر کی صفائی
بس اب مرے جینے کا سہارا نہیں کوئی
یوں کہنے کو سب ہیں پہ ہمارا نہیں کوئی

۱۰۱ یہ سن کے علمدار کے آنسو ہوئے جاری
شہ نے کہا روتے ہو غریبی پہ ہماری
سوکھی تھی زباں تن کی رگیں کھنچتی تھیں ساری
بولا نہ گیا کچھ پہ گرا ہے کئی باری
بوسے قدمِ شاہ پہ دینے لگے عباسؑ
صدمہ جو ہوا ہچکیاں لینے لگے عباسؑ

۱۰۲ کیا دم کے نکلنے کا بھی ہے صدمۂ جاں کاہ
کانپے کبھی کروٹ لی کبھی اور کبھی کی آہ
جب آنکھ کھلی یاس سے دیکھا طرفِ شاہ
بولے دمِ آخر کہ نثارِ شہِ ذی جاہ
روتے رہے شاہِ شہدا مر گیا بھائی
آغوش میں بھائی کے سفر کر گیا بھائی

۱۰۳ خاموش انیسؔ اب کہ تڑپتا ہے دلِ زار
کافی ہے رلانے کو ترے درد کی گفتار
اس جنس کا گو آج نہیں کوئی خریدار
فیاض ہے لیکن شہِ مظلوم کی سرکار
افسردہ نہ ہو غنچۂ امید کھلے گا
کھل جائیں گی آنکھیں وہ صلہ تجھ کو ملے گا